



International Journal of Advanced Academic Studies

E-ISSN: 2706-8927
P-ISSN: 2706-8919
www.allstudyjournal.com
IJAAS 2020; 2(3): 676-677
Received: 23-05-2020
Accepted: 26-06-2020

Dr. Shahnaj Ara
Guest Teacher,
Department of Urdu,
Dr. L.K.V.D. College, Tajpur,
Samastipur, Bihar, India

قرۃ العین حیدر بحیثیت افسانہ نگار

Dr. Shahnaj Ara

مقدمہ

قرۃ العین حیدر اردو افسانے کی ایک بہت ہی محترم اور قدآور شخصیت کا نام ہے۔ ان کا مطالعہ بے حد وسیع، عمیق اور کثیر الجہات ہے۔ قدیم تہذیب، تاریخ، مذہب، ادب اور اساطیر پر ان کی گہری نظر ہے۔ چنانچہ اپنے فکر و فن کی تعمیر و تشکیل کے لئے انہوں نے تمام سرچشموں سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ ان کے یہاں خیالات کی فراوانی ہے اور اپنا ایک منفرد اور مہذب اسلوب بھی ہے۔ جس کی بدولت وہ دور ہی سے پہچان لی جاتی ہیں۔ اردو کی خواتین افسانہ نگاروں میں تو وہ سر فہرست ہیں ہی، مرد افسانہ نگاروں میں بھی شاید ہی کوئی ان کا مد مقابل ثابت ہو سکے۔ بحیثیت افسانہ نگار وہ موجودہ صدی کی تیسری دہائی میں منظر عام پر آئیں۔ ابتدا میں ان کا بھی تعلق ۳۶ء میں ابھرنے والوں کا تسلط تھا۔ لیکن انہوں نے کسی سیاسی جماعت کی پابندیوں کو گوارا نہیں کیا۔ اور اپنی آپ پیدا کرنے کی کوشش کی۔ اور آج وقت و حالات نے ثابت کر دیا کہ انہوں نے اپنے ادبی مستقبل کے بارے میں بہت صحیح فیصلہ کیا تھا۔ نئے افسانہ نگاروں میں منٹو، کرشن چندر، بیدی اور اختر اورینوی یہ چاروں اردو کے قدر اول کے افسانہ نگار ہیں، ان کے فنی کارناموں کی عظمت میں کسی شبہ کی کنجائش نہیں۔ قرۃ العین نے بھی ان لوگوں کے ساتھ ہی افسانہ نگاری شروع کی۔ مگر انہوں نے جو وسیع و عریض دنیا نے فن تخلیق کی وہاں تک ان چاروں میں سے کسی کی رسائی نہیں ہو سکی۔ لہذا یہ بات بلا خوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ قرۃ العین کا نظام فن یقیناً ان سبھوں سے زیادہ بالیدہ اور مرکب و مبسوط ہے۔

قرۃ العین حیدر کے تجربات زیادہ وسیع اور متنوع ہیں۔ انہوں نے ہر عظیم ہندو پاک اور بنگلہ دیش سے آگے بڑھ کر یورپ کی زندگی کو بھی اپنا موضوع بنایا ہے۔ اور بین الاقوامی سطح پر عصر حاضر کے متعدد اہم مسائل کو بھی مد نظر رکھا ہے۔ اس کے علاوہ ماضی سے حال تک وقت کا جو بسیط احساس قرۃ العین کے یہاں ہے وہ اردو کے کسی دوسرے افسانہ نگاروں کو میسر نہیں۔ اقدار حیات اور تہذیب انسانی کے ساتھ انکی مالی تنگی بھی سب سے زیادہ ہے۔ فسفیانہ تخیل اور عالمانہ واقعیت میں بھی وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ اس طرح قرۃ العین نہ صرف ایک عظیم الشان تہذیب کی مرقع نگار ہیں بلکہ ہر عظیم کی جنگ آزادی اور اس کے نتائج کی روداد نویس بھی۔ الغرض آج اردو کا کوئی بھی افسانہ نگار زندگی کے مواد کا اس وسعت اور گہرائی کے ساتھ احاطہ نہیں کرتا جو قرۃ العین کے فن مینپائی جاتی ہے۔

قرۃ العین کی زندگی ہندو پاک اور یورپ کی اونچی اور نٹلکچویل ساسائٹی میں گزاری ہے۔ اسے انہوں نے صرف دیکھا نہیں برتا ہے۔ انہیں اودھ کی تہذیب ہندو مسلم مشترکہ ثقافت کی اقدار سے عشق ہے۔ وہ نئی مغرب اور تہذیب اور موجودہ سرمایہ دارانہ معاشرے میں جہدِ معاش کی بے رحمی و خود غرضی سے پوری طرح واقف ہیں۔ چنانچہ ان کی کہانیوں میں بھی یہی فضا ملتی ہے۔

”ستاروں کے آگے“، ”شیشیے کا گھر“، ”پت جھر کی آواز“، ”روشنی کی رفتار“، یہ ان کے چار افسانوی مجموعے ہیں۔ جن میں تقریباً پچاس افسانے شامل ہیں۔ پہلے مجموعے کے نام سے مثالیت پسندی اور اس کی تمام خواہناکیوں کی نشاندہی ہوتی ہے۔ اس میں شامل افسانوں پر جنگ عظیم ثانی کی ہیبتناکیاں چھانی ہوئی ہیں۔ اور ستاروں سے آگے اپنی منزل تلاش کرنے والے متعدد کردار محاذِ جنگ پر لقمہ اجل بن کر اپنے پیچھے درد و غم کی ایک داستان چھوڑ جاتے ہیں۔ دوسرے مجموعہ (شیشیے کا گھر) کا نام بھی علامتی ہے۔ اس میں جلا وطنی اور ہجرتوں کے نتیجے میں پیش آنے والے احوال بیان ہے۔ اور انسانی رشتوں

Corresponding Author:
Dr. Shahnaj Ara
Guest Teacher,
Department of Urdu,
Dr. L.K.V.D. College, Tajpur,
Samastipur, Bihar, India

کے انہدام کا مرثیہ ہے۔ اس مجموعہ کا ایک افسانہ ”جہاں پھول کھلتے ہیں“ مصنفہ کی مخصوص فکر و فن کی نشاندہی کرتا ہے۔ ”پت جھرکی آواز“ یہ نام بھی علامتی ہے۔ جو زندگی کے زوال اور انتشار کی طرف اشارے کرتا ہے۔ خواہ وہ فرد کی زندگی ہو یا سماج کی۔ اس مجموعے کو دو افسانے ”جلا وطن“ اور ”باؤ سنگ سوسائٹی“ کو ہم معاشرتی دستاویز بھی کہہ سکتے ہیں۔ یہ افسانے اپنے فن پاروں میں شمار ہوں گے۔ ”جلاوطن“ بندو مسلم مشترکہ کلچر کے تناظر میں ہے۔ اور ”باؤ سنگ سوسائٹی“ نئی سیاست ویسٹ اور نئی تہذیب سب پر ایک زبردست طنز ہے۔ ”روشنی کی رفتار“ میں اٹھارہ افسانے شامل ہیں۔ یہ سب کے سب جدید شعری بیئت کے حامل ہیں۔ میرے خیال میں قرۃ العین کے وہ افسانے جو اپنے موضوع اور فنی برتاؤ دونوں اعتبار سے فن کے شاہکار نمونے ہیں ان میں یاد کی دھنک جلے۔ ڈائن والد، فلندر، فوتو گرافر، لکر بگھے کی ہنسی، حسب نسب، جلا وطن، باؤ سنگ سوسائٹی، آئینہ فروش، شہر کوراں، ملفوظات حاجی گل باباروشنی کی رفتار، فقیروں کی پہاڑی، نظارہ درمیان ہے، سکرپٹری، دوسیاچ اور یہ غازی یہ تیرے پر اسرار بندے کے نام لئے جا سکتے ہیں۔

قرۃ العین حیدر کے افسانوں میں جو کردار ملتے ہیں وہ متوسط، بالائی متوسط یا اونچے طبقے ہوتے ہیں، برطانوی ہند کا۔۔۔ بو تو، زمیندار، راجے رانیاں، ما بعد آزادی، برصغیر کی سوسائٹی میں ہائی کلاس انٹلکچوئل، پروفیسر، انجینئر، ڈاکٹر سول سروس کے عہدہ دار بزنس میگنٹ، فن کار، نچلے طبقے کے افراد بھی سماجی ترقی کی سیڑھیاں چڑھنے اور گرنے میں منہمک نظر آتے ہیں۔ ان کے یہاں کمیونسٹ اور انقلابی بھی اونچے طبقے ہی کے نظر آتے ہیں۔

قرۃ العین حیدر کے ہر افسانے کا اسلوب جدا، تکنیک الگ اور موضوع تو برتنے کا سلیقہ منفرد ہے۔ ان کے اسلوب کو توانائی، زبان پر ان کی قدرت، موضوع سے ان کی واقفیت مسائل سے ان کے ذاتی تعلق اور تاریخ و تہذیب سے ان کے وسیع مطالعے نے دی ہے۔